وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت وارشاد کی شائع کردہ

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

تالیف

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

حافظ عبد الرشید اظہر

وزارت کے شعبۂ مطبوعات وعلمی تحقیقات کی زیرنگرانی طبع شدہ

١٤٣٤ھ

ح وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد ١٤٢٧هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
العثيمين محمد بن صالح
عقيدة أهل السنة والجماعة. / محمد بن صالح العثيمين.
الرياض ١٤٢٤هـ
١٠٤ ص؛ ١٢ × ١٧ سم
ردمك: ٠-٢٩-٤٤٢-٩٩٦٠
(النص باللغة الأردية)
١ - العقيدة الإسلامية أ - العنوان
ديوي ٢٤٠ ١٤٢٤/٥٩١٨

رقم الإيداع : ١٤٢٤/٥٩١٨
ردمك: ٠-٢٩-٤٤٢-٩٩٦٠

الطبعة السادسة عشرة

١٤٣٤ هـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از: سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه، أما بعد:

میں عقیدے کی اس قابل قدر اور مختصر کتاب پر مطلع ہوا جسے ہمارے بھائی فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین نے جمع کیا ہے، میں نے پوری کتاب سنی تو اسے توحید باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات، ملائکہ، کتب سماویہ، رسل اللہ، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان کے ابواب میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کا بڑا شاندار مجموعہ پایا، بلا شبہ مصنف نے بڑی عمدگی سے اسے جمع کیا اور کار آمد بنایا، اس میں وہ تمام مسائل جمع کر دیئے ہیں جو ایک طالب علم اور عام مسلمان کو اللہ کی ذات، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان کے سلسلے میں درپیش ہوتے ہیں، اور اس کے ساتھ بعض ایسی بے حد مفید باتیں بھی ذکر

کر دی ہیں جن کا عقیدے سے تعلق ہے اور وہ عقیدے کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور مزید علم وہدایت نصیب فرمائے، اس کتاب کو اور ان کی دیگر تمام مؤلفات کو نافع ومفید بنائے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف محترم کو، ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو حق وصواب کی طرف رہنمائی کرنے والے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے جو علی وجہ البصیرۃ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں، بیشک وہ سننے والا قریب ہے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مؤلف

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، ولا عدوان إلا على الظالمين، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له الملك الحق المبين، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله خاتم النبيين وإمام المتقين، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

اللہ رب العزت نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام اہل جہان کے لئے رحمت، عمل کرنے والوں کے لئے نمونہ اور لوگوں پر حجت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی اور آپ پر نازل کردہ کتاب و حکمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ بیان فرمادیا جس میں بندوں کے لئے بھلائی اور ان کے دینی و دنیوی امور کی استقامت ہے، جیسے صحیح عقائد، درست اعمال، عمدہ اخلاق اور بلند پایہ آداب وغیرہ۔

اور نبی ﷺ اپنی امت کو روشن اور صاف راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں، جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے، صرف ہلاکت اختیار کرنے والا شخص ہی اس راستہ سے بھٹک سکتا ہے۔

پھر آپ ﷺ کی امت کے وہ افراد اس راستے پر گامزن رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا، وہ صحابہ کرام، تابعین عظام کی تمام مخلوق میں سے چیدہ و برگزیدہ جماعت تھی اور وہ لوگ جنہوں نے خوش اسلوبی سے ان کی پیروی کی، شریعت کو لے کر اٹھے سنت رسول کو مضبوطی سے تھامے رکھا، عقیدہ، عبادت اور اخلاق و آداب میں اسے پوری طرح اپنایا، اور یہی حضرات وہ مبارک جماعت قرار پائے جو ہمیشہ سے حق پر قائم ہے، ان کی مخالفت کرنے والے اور انہیں رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تا آنکہ قیامت برپا ہو جائے گی اور وہ اسی شریعت پر رواں دواں ہوں گے۔

اور ہم بھی -الحمد للہ- انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے طرز عمل کو -جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہے- اپنائے ہوئے ہیں، ہم تحدیث نعمت کے طور پر اور یہ بیان کرنے کے لئے اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہر مومن کو اس طریقے پر کاربند رہنا ضروری ہے۔

ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو دنیا و آخرت میں کلمۂ طیبہ پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اپنی رحمت سے نوازے، بلاشبہ وہ بہت نوازشیں فرمانے والا ہے۔

میں نے اس موضوع کی اہمیت اور عقیدے کے بارے میں لوگوں کی منتشر اور متفرق خواہشات کے پیش نظر بہتر سمجھا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جس پر ہم عمل پیرا ہیں بالاختصار قلمبند کروں، اور وہ عقیدہ اللہ رب العزت اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیر کی بھلائی و برائی پر ایمان لانے کا نام ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو خالصۃً اپنی ذات کے لئے کرنے کی توفیق بخشے، اسے پسندیدہ اعمال کے مطابق بنائے اور اپنے بندوں کے لئے سود مند کرے، آمین یارب العالمین۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

فصل اول:

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ:

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کی برائی بھلائی پر ایمان لانا۔

اللہ پر ایمان مفصل کا بیان:

پس ہم اللہ کی ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں، یعنی صرف وہی پالنے والا، پیدا کرنے والا، بادشاہ (ہر شے کا مالک) اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں، یعنی صرف وہی معبود برحق ہے، اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر بھی ہمارا ایمان ہے، یعنی اچھے سے اچھے نام سب اسی کے لئے ہیں اور ان اوصاف میں اس کی وحدانیت پر بھی ہمارا ایمان ہے، یعنی اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ مریم:٦٥۔

(وہ) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو، کیا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو؟

ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ البقرہ:٢٥٥۔

اللہ (ہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ، ہمیشہ قائم رہنے والا، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے، جو کچھ لوگوں کے روبرو (ہو رہا) ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے (ہو چکا) ہے وہ سب جانتا ہے، اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور اسے ان کی حفاظت دشوار نہیں اور وہ بڑا بلند و بالا اور صاحب عظمت ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلاَمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

الحشر: ۲۲ تا ۲۴۔

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، (حقیقی) بادشاہ (ہر عیب سے) پاک ذات، سالم، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، لوگ جو شریک مقرر کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد واختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، سب اچھے سے اچھے نام اسی کے ہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کے لئے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾ الشوریٰ:۴۹، ۵۰۔

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا

ہے، اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، بلا شبہ وہ جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ الشوریٰ:۱۱، ۱۲۔

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے والا، سننے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بیشک وہ ہر شے سے واقف ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الأَرْضِ إِلاَّ عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ ہود:٦۔

زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے

اور وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَا إِلاَّ هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلاَّ يَعْلَمُهَا وَلاَ حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الأَرْضِ وَلاَ رَطْبٍ وَلاَ يَابِسٍ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ الانعام:۵۹۔

اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے خشکی اور سمندر کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں مگر وہ کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ لقمان:۳۴۔

بلا شبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، اور وہی (مایوسی کے بعد) مینہ برساتا ہے، اور جو کچھ (حاملہ کے) رحم میں ہے اس کی حقیقت کو وہی جانتا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سر زمین میں اسے موت آئے گی۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کلام کرتا ہے:

﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ النساء:۱۶۴۔

اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾ الاعراف:۱۴۳۔

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام فرمایا۔

﴿وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾ مریم:۵۲۔

اور ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لئے قریب بلایا۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

﴿لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي﴾ الکہف:۱۰۹۔

اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔

﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ لقمان:۲۷۔

اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو، اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ کے کلمات خبروں میں صداقت، احکام میں عدل وانصاف اور باتوں میں حسن وجمال کے اعتبار سے تمام کلمات سے بڑھ کر اکمل واتم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا﴾ الانعام:۱۱۵۔

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ النساء:۸۷۔

اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، یقیناً اس نے وہ کلام کیا ہے اور جبرئیل پر القا فرمایا، پھر جبرئیل علیہ السلام نے اسے آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک پر اتارا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ النحل:۱۰۲۔

کہہ دیجئے اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ○نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الأَمِينُ ○عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ○بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾ الشعراء:۱۹۲ تا ۱۹۵۔

اور یہ (قرآن) پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین اس کو لے کر اترا ہے۔ (اس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ تم (لوگوں کو) ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں کیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوق سے بلند وبالا ہے، اس نے خود ارشاد فرمایا:

﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ البقرہ:۲۵۵۔

وہ بلند وبالا، عظمت والا ہے۔

نیز فرمایا:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾ الانعام:۱۸۔

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکیم وخبیر ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الأَمْرَ﴾ یونس:۳۔

تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر عرش پر مستوی ہوا، وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔

اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بذاتہ اس پر بلند وبالا ہوا جیسی بلندی اس کی عظمت وجلال کے شایانِ شان ہے، اس کے سوا کسی کو اس بلندی کی کیفیت معلوم نہیں ہے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہوتے ہوئے اپنی مخلوق کے ساتھ بھی ہے، ان کے حالات جانتا، اقوال سنتا، افعال دیکھتا اور تمام امورِ خلق کی تدبیر کرتا ہے، فقیر کو روزی دیتا اور ناتواں کو طاقت بخشتا ہے،

جسے چاہے بادشاہی سے نوازتا اور جس سے چاہے اختیار سلطنت سلب کر لیتا ہے، جسے چاہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے، ہر قسم کی بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور جس ذات کی یہ شان ہو خواہ وہ حقیقتاً مخلوق سے بالاتر اپنے عرش پر ہی ہو اس کے باوجود وہ اپنی مخلوق کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

الشوریٰ:۱۱۔

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے، سننے والا ہے۔

ہم جہمیہ میں سے حلولیہ فرقہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی مخلوق کے ہمراہ زمین میں ہے، ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایسے کہے وہ یا تو گمراہ ہے یا پھر کافر، کیونکہ اس نے اللہ کا ناقص وصف بیان کیا ہے اور ناقص اوصاف اس کے شایانِ شان نہیں۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خبر دی ہے کہ ہر شب جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا اور کہتا ہے:

"مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ"

کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے معافی کا طلب گار ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلاَّ إِذَا دُكَّتِ الأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى﴾ الفجر: ۲۱ تا ۲۳۔

توجب زمین کوٹ کوٹ کر پست کردی جائے گی۔ اور تمہارا پروردگار آئے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آموجود ہوں گے۔ اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اس وقت) انتباہ کا اسے کیا فائدہ؟

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ﴾ البروج:۱۶۔

وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ:

اس کے ارادہ کی دو قسمیں ہیں:

۱-ارادہ کونیہ:

یہ بہر حال وقوع پذیر ہو جاتا ہے اور ضروری نہیں کہ اس کی مراد اللہ کو پسند بھی ہو، اور یہ مشیت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ البقرہ:۲۵۳۔

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

﴿وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ

إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ﴾

ہود:۳۴۔

اور اگر میں چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور اللہ یہ چاہے کہ تمہیں گمراہ کردے تو میری خیر خواہی کچھ سود مند نہ ہوگی، وہی تمہارا پروردگار ہے۔

۲-ارادہ شرعیہ:

ضروری نہیں کہ یہ وقوع پذیر ہو جائے مگر اس کی مراد اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہوتی ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ﴾ النساء:۲۷۔

اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد خواہ وہ کونی ہو یا شرعی اس کی حکمت کے تابع ہے۔

پس اللہ جو کچھ پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا یا جس کسی چیز کے ذریعے مخلوق سے شرعاً عبادت کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے، اور وہ عین اس حکمت کے مطابق سرانجام پاتا ہے، خواہ ہمیں اس کا علم ہو سکے یا ہماری عقلیں اس سے درماندہ و قاصر رہ جائیں، فرمایا:

﴿أَلَيسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾التین:۸۔

کیااللہ سب سے بڑاحاکم نہیں ہے؟

نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ المائدہ:۵۰۔

اور جولوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ آل عمران:۳۱۔

(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

اور فرمایا:

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ المائدہ:۵۴۔

تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔

اور فرمایا:

﴿وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ الحجرات:۹۔

اور انصاف سے کام لو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ البقرہ:۱۹۵۔

اور نیکی کرو، بیشک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جو اعمال واقوال مشروع قرار دیئے ہیں وہ اسے پسندیدہ ہیں اور جن سے منع فرمایا وہ اسے ناپسند ہیں، فرمایا:

﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ الزمر:۷۔

اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند فرمائے گا۔

نیز فرمایا:

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ﴾ التوبہ: ۴۶۔

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلنا) پسند نہیں فرمایا، تو ہلنے جلنے ہی نہ دیا، اور (ان سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہوتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں، فرمایا:

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ البینہ: ۸۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ (رضامندی کی نعمت) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

کفار وغیرہ جو لوگ غضب کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان پر غصہ اور ناراض ہوتا ہے، فرمایا:

﴿الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ الفتح:۶۔

جو اللہ تعالیٰ کے حق میں برے برے خیال رکھتے ہیں انہی پر برے حادثے واقع ہوں گے اور اللہ ان پر ناراض ہوا۔

اور فرمایا:

﴿وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ النحل:۱۰۶۔

بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ:

اللہ کا جلال واکرام سے موصوف چہرۂ مبارک ہے، فرمایا:

﴿وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ﴾
الرحمٰن: ۲۷۔

اور تیرے پروردگار کا چہرہ جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے عظمت و کرم سے متصف دو ہاتھ ہیں، فرمایا:

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾
المائدہ: ۶۴۔

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ الزمر: ۶۷۔

اور انہوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہئے تھی نہیں کی اور

قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں، جس کی دلیل درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی ہے، فرمایا:

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ ہود: ۳۷۔

اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے بناؤ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"حِجَابُهُ النورُ، لَوْ كَشَفَهُ لأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ"

اللہ کا پردہ نور ہے، اگر اسے اٹھادے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار تاحد نگاہ اس کی مخلوق کو جلا کر رکھ دیں۔

اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی آنکھیں دو ہیں، اور اس کی تائید درج ذیل فرمانِ نبوی سے بھی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے دجال کے بارے

میں فرمایا:

"إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ"

دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار اس عیب ونقص سے پاک ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ الانعام:۱۰۳۔

(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین، خبر دار ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

مومن قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے۔

اور فرمایا:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ○ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

القیامہ:۲۲،۲۳۔

اس دن بہت سے چہرے پُر رونق ہوں گے۔ اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔

اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ ان جملہ صفاتِ باری تعالیٰ میں کمال کی وجہ سے اس کا ہم مثل کوئی نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ﴾

الشوریٰ:۱۱۔

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے، سننے والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞ﴾ البقرہ:۲۵۵۔

اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

کیونکہ اس میں حیات اور قیومیت کی صفات بدرجۂ کمال پائی جاتی ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے کمال عدل وانصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور اپنے ہمہ گیر علم اور کمالِ نگرانی کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کے اعمال سے کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے کمال علم وقدرت کی وجہ سے آسمانوں اور

زمین کی کوئی چیز اسے لاچار نہیں کر سکتی، فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ یس: ۸۲۔

اس کی شان یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرمادیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور یہ کہ اپنے کمال قوت کی بدولت اسے کبھی لاچاری اور تھکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ﴾ ق: ۳۸۔

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوق) ان میں ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں ذرا بھی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

"لُغُوب" کا لفظ عاجزی اور تھکاوٹ دونوں کا معنی دیتا ہے۔

اور ہمارا ان تمام اسماء وصفات باری تعالیٰ پر ایمان ہے جن کا ثبوت خود اللہ کے کلام سے یا اس کے رسول ﷺ کے کلام سے ملتا ہے لیکن ہم دو عظیم غلطیوں سے اظہار براءت کرتے ہیں:

۱- التمثیل:

یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کی صفات کی طرح ہیں۔

۲- التکییف:

دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ کی صفات یوں اور یوں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے منزہ اور پاک ہے جن کی اپنی ذات کے بارے میں اس نے خود یا اس کے رسول ﷺ نے نفی کی ہے۔

یاد رہے کہ اس نفی میں ضمناً اس کے برخلاف اوصاف کمال کا ثبوت بھی ہے، اور جن صفات کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار فرمایا ہے، ہم بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس راستے پر چلنا فرض ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، کیونکہ جن چیزوں کو اپنی ذات کے لئے خود اللہ نے ثابت کیا یا ان کی نفی کی ہے وہ اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی ہے، اور اپنی ذات کو وہی سب سے بہتر جانتا ہے۔

پھر حسن بیان اور صدق مقال میں بھی وہ بے مثال ہے، اور بندوں کا علم تو اس کی ذات کا ہرگز احاطہ نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی جن صفات کے وجود یا ان کی نفی کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے ملتا ہے وہ آپ کی طرف سے اللہ کی ذات کے بارے میں خبریں ہیں، اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کو ہی اللہ کے بارے میں علم تھا اور آپ ﷺ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ خیر خواہ، سچے اور عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام کمال علم اور کمال صداقت کا حامل اور حسن بیان میں سب سے بڑھ کر اور بہتر ہے تو پھر اسے قبول کرنے میں تردد کے لئے کوئی بہانہ ہے، نہ اسے رد کرنے کے لئے کوئی عذر۔

واللہ الموفق۔

فصل دوم:

اللہ کی وہ تمام صفات جن کا ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیلاً یا اجمالاً نفیاً اثباتاً ذکر کیا ہے، ہم ان سب کے بارے میں اپنے رب عظیم کی کتاب قرآن اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ پر اعتماد کرتے ہیں، سلف امت اور ان کے بعد آنے والے ائمہ ہدایت کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

اور ہمارے نزدیک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی نصوص کو ان کے ظاہری معانی اور اللہ عزوجل کی شان کے لائق حقائق پر محمول کرنا واجب ہے۔

اور ہم اعلان بیزاری و براءت کرتے ہیں:

الف- اہل تحریف کے طریق کار سے، جنہوں نے ان نصوص کتاب وسنت میں اللہ ورسول کے منشأ ومراد کے خلاف تحریف کی اور انہیں غلط معانی پر محمول کیا۔

ب- اور اہل تعطیل کے طرزِ عمل سے، جنہوں نے ان نصوص کو معطل قرار دے کر انہیں ان کے مدلولات کے لئے بے معنی ٹھہرادیا جو ان سے اللہ اور رسول کی مراد تھے۔

ج-اور اہل غلو کی روشِ غلط سے، جنہوں نے ان نصوص کو تمثیل پر محمول کیا (یعنی ان کے معانی اور مدلولات کو انسانی اوصاف پر قیاس کر کے اس کی مثالیں دیں یا تکلف کر کے ان صفات باری تعالیٰ کی کیفیت بیان کی جن پر یہ نصوص دلالت کرتی ہیں)

اور ہمیں علم یقین حاصل ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں وارد ہوا ہے وہ سب حق ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے، جس کی دلیل درج ذیل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيرًا﴾ النساء: ۸۲۔

بھلا یہ لوگ قرآن مجید میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے، اگر یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

نیز کسی کلام میں باہمی تناقض و تعارض کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے منقول خبروں میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں یا ان

دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کے اس دعوے کی حقیقت غلط مقصد اور دل کی کجی کے سوا اور کچھ بھی نہیں، اسے چاہئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور اپنی کج روی سے چھٹکارا حاصل کرے۔

اور جو شخص اس وہم میں مبتلا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں یا ان دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کی وجہ قلت علم ہے یا قصور فہم یا پھر غور وفکر میں کوتاہی۔

سو اس کے لئے ضروری ہے کہ علم کی تلاش کرے، غور و تدبر کی کوشش کرے تا آنکہ حق اس پر واضح ہو جائے، اگر اس کے باوجود اسے حق کی روشنی نصیب نہ ہو تو معاملہ کسی صاحب علم پر چھوڑ دے اور اپنی اس توہم پرستی سے باز رہے اور پختہ کار اہل علم کی طرح یوں کہے:

﴿آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا﴾ آل عمران:۷۔

ہم اس پر ایمان لائے (یہ) سب کچھ ہمارے پروردگار کے ہاں سے (آیا) ہے۔

اور جان رکھے کہ کتاب و سنت میں اور ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے سے کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے۔

وباللہ التوفیق۔

فصل سوم:

ملائکہ پر ایمان

ہم اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر کہ وہ اللہ کے:

﴿عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ٥ لاَ يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ﴾ الانبیاء:۲۶،۲۷۔

مکرم بندے ہیں۔ اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور صرف اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، وہ اس کی عبادت میں مصروف اور اطاعت کے لئے دست بستہ کھڑے ہیں۔

﴿لاَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلاَ يَسْتَحْسِرُونَ ٥ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لاَ يَفْتُرُونَ﴾ الانبیاء:۱۹،۲۰۔

وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں۔ شب و روز (اس کی) تسبیح کرتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں۔

اللہ نے ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا ہے، لہٰذا ہم انہیں دیکھ نہیں

سکتے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے لئے انہیں ظاہر بھی کردیتا ہے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا، ان کے چھ سو پَر تھے اور انہوں نے پورے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔

اور جبریل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے پاس کامل بشر کی صورت اختیار کی تو حضرت مریم نے ان سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے جواب دیا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس صحابہ کرام تشریف فرما تھے، جبریل علیہ السلام ایسے شخص کی شکل میں تشریف لائے جس کی نہ کوئی جان پہچان تھی اور نہ اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے، کپڑے نہایت سفید، بال انتہائی سیاہ، آنحضرت ﷺ کے روبرو زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے، ہاتھ آپ ﷺ کے رانوں پر رکھ لئے، پھر نبی ﷺ سے مخاطب ہوئے اور آپ بھی ان سے مخاطب ہوئے اور ان کے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ یہ جبریل تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کے ذمے کچھ کام لگائے گئے ہیں جنہیں وہ سرانجام دیتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے ایک جبریل علیہ السلام ہیں جن کو وحی کا کام سونپا گیا ہے، جسے وہ اللہ کے پاس سے لاتے اور انبیاء و رسل میں سے جس پر اللہ چاہتا ہے نازل ہوتے ہیں۔

اور ایک ان میں سے میکائیل ہیں، بارش اور کھیتی اگانے کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔

اور ایک اسرافیل ہیں، جن کے ذمہ قیامت آنے پر پہلے لوگوں کی بیہوشی کے لئے، پھر دوبارہ زندہ کرنے کے لئے صور پھونکنا ہے۔

اور ایک ملک الموت ہے جس کے ذمے موت کے وقت روح قبض کرنا ہے۔

اور ایک ملک الجبال ہے جس کے ذمہ پہاڑوں کے امور ہیں۔

اور ایک ان میں سے مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔

اور کچھ فرشتے ان میں سے رحم مادر میں بچوں کے امور پر مقرر ہیں اور کچھ دوسرے بنی آدم کی حفاظت پر متعین۔

اور فرشتوں کی ایک قسم کے ذمے بنی آدم کے اعمال کی کتابت ہے، ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں۔

﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ ق: ۱۷، ۱۸۔

جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں۔ کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (لکھنے کو) تیار رہتا ہے۔

ایک گروہ میت سے سوال کرنے پر مامور ہے، جب میت موت کے بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچادی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کے پروردگار، اس کے دین اور نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ﴾ ابراہیم: ۲۷۔

اللہ ایمانداروں کو پکی بات (کلمہ طیبہ) پر دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کردیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور ان میں سے کچھ فرشتے اہل جنت کے ہاں متعین ہیں:

﴿يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ الرعد: ۲۳، ۲۴۔

ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔ (اور کہیں گے) تم پر

سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کے سبب ہے اور عاقبت کا گھر خوب ہے۔

اور آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ آسمان میں "البیت المعمور" ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ایک روایت کے مطابق اس میں نماز پڑھتے ہیں۔اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں ان کی باری دوبارہ کبھی نہیں آتی۔

وباللہ التوفیق۔

فصل چہارم:

کتابوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں جو اہل جہاں پر اللہ کی حجت اور عمل کرنے والوں کے لئے منارۂ نور ہیں، پیغمبر ان کتابوں کے ذریعے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں کی صفائی فرماتے رہے ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾

الحدید:۲۵۔

تحقیق ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

اور ہمیں ان میں سے درج ذیل کتابوں کا علم ہے:

۱- توراۃ: جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی اور وہ کتب بنی اسرائیل میں سے عظیم ترین کتاب ہے۔

﴿فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ﴾ المائدہ: ۴۴۔

جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے، یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ وعلماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔

۲- انجیل: جسے اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ تورات کی تصدیق اور اس کا تتمہ تھی۔ فرمایا:

﴿وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ﴾ المائدہ: ۴۶۔

اور ہم نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ تورات کی، جو اس سے پہلی (کتاب) ہے، تصدیق کرتی ہے اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔

نیز فرمایا:

﴿وَلأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ آل عمران:۵۰۔

اور (میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ) بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں۔

۳-زبور: جس سے اللہ نے حضرت داوٗد کو سرفراز فرمایا۔

۴-حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف۔

۵-قرآن مجید: جسے اللہ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا:

﴿هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾ البقرہ:۱۸۵۔

جو لوگوں کے لئے راہنما اور (جس میں) ہدایت کی واضح نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:

﴿مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ المائدہ:۴۸۔

جو (کتاب) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر نگراں ہے۔

قرآن حکیم کے ذریعے اللہ نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا، آوارہ مزاج لوگوں کی بیہودگی اور اہل تحریف کی ہر قسم کی کجی سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اپنے ذمے لی، فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ الحجر:۹۔

بیشک ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

کیونکہ وہ قیامت تک کے لئے تمام مخلوق پر حجت بن کر باقی رہے گا اور جہاں تک سابقہ کتب سماویہ کا تعلق ہے سو وہ ایک مدت مقررہ تک کے لئے ہوا کرتی تھیں، تا آنکہ دوسری کتاب نازل ہو جاتی جو پہلی کو منسوخ کر دیتی

اور اس میں واقع ہونے والی تحریف وتغییر کی وضاحت بھی کردیتی، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے قبل کوئی کتاب تحریف سے محفوظ نہ تھی، چنانچہ ان کتابوں میں تحریف، زیادتی اور کمی سب کچھ واقع ہوچکا تھا، جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کردی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾ النساء:۴۶۔

یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔

۱-﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ البقرہ:۷۹۔

تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے، تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں، (ایک) تو ان کے اپنے

ہاتھوں سے لکھنے پر افسوس ہے اور (دوسرا) اس لئے ان پر افسوس ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

۲-﴿قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا﴾ الانعام:۹۱۔

کہہ دیجئے! جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم علیحدہ علیحدہ اوراق (پرنقل) کر کے رکھتے ہو، ان (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔

۳-﴿وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ آل عمران:۷۸،۷۹۔

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیے، بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

اور عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ هُوَ إِلاَّ عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِبَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ الزخرف:۵۹۔

وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنادیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ سلسلۂ رسالت ونبوت ختم فرمایا اور آپ کو پوری انسانیت کے لئے رسول بناکر بھیجا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ الاعراف:۱۵۸۔

(اے محمد!) کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے، تو اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت ہی دین اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا، اور بیشک اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا کوئی دین قبول نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلَامُ﴾ آل عمران:۱۹۔

بیشک دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اور فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا﴾ المائدہ:۳۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر

پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ آل عمران:۸۵۔

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جو مسلمان دین اسلام کے علاوہ کسی دین مثلاً یہودیت، نصرانیت وغیرہ کو قابل قبول اور معتبر سمجھے وہ کافر ہے، اسے توبہ کے لئے کہا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلے تو بہتر ورنہ اسے مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کردیا جائے گا، کیونکہ وہ قرآن پاک کی تکذیب کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جس شخص نے رسالت محمدیہ یا اس کے پوری انسانیت کے لئے ہونے کا انکار کیا، اس نے تمام رسولوں کے ساتھ کفر کیا، حتی کہ اس رسول کا بھی جس کی اتباع اور اس پر ایمان کا اسے دعویٰ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ الشعراء:۱۰۵۔

قوم نوح نے (بھی) رسولوں کی تکذیب کی۔

اس آیت مبارکہ میں نوح علیہ السلام کی تکذیب کرنے والوں کو تمام رسولوں کا مکذب قرار دیا گیا ہے، حالانکہ نوح علیہ السلام سے قبل کوئی رسول نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً ○ أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾ النساء:۱۵۰،۱۵۱۔

بیشک جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور س کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک نئی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ بلا شبہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ کے بعد جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی اور اسے سچا سمجھا وہ کافر ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا نبی کریم ﷺ کے خلفائے راشدین پر بھی ایمان ہے، جو آپ ﷺ کی امت میں آپ کے بعد علم، دعوت و تبلیغ اور مومنوں پر ولایت میں آپ کے خلیفہ بنے، اور بلاشک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی چاروں خلفاء میں سب سے افضل اور خلافت کے اولین حقدار تھے، پھر علی الترتیب حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ہے، اسی مقام و مرتبہ اور فضیلت میں ترتیب کے مطابق وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے حقدار تھے۔

اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بہت بعید ہے۔ جبکہ اس کا کوئی کام بھی انتہائی درجہ کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کہ وہ خیر القرون میں کسی بہتر اور خلافت کی زیادہ حقدار شخصیت کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو مسلمانوں پر مسلط فرمادے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ خلفائے راشدین میں سے مذکورہ ترتیب کے مطابق بعد والے خلیفہ میں ایسے خصائص ہو سکتے ہیں جن کی بدولت وہ اپنے سے افضل خلیفہ سے جزوی طور پر فائق ہو، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے سے افضل خلیفہ پر مطلق فضیلت کا حقدار ہے، کیونکہ فضیلت کے اسباب بہت سارے اور کئی قسم کے ہیں۔

امت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے:

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

یہ امت تمام امتوں سے بہتر اور اللہ کے ہاں زیادہ عزت وشرف رکھتی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ آل عمران:۱۱۰۔

(مومنو!) جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہمارا ایمان ہے کہ:

امت میں سب سے بہتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، پھر تابعین اور پھر تبع تابعین رحمہم اللہ، اور یہ کہ اس امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والا یا انہیں بے یار و مددگار چھوڑنے والا کوئی شخص ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو فتنے ظہور پذیر ہوئے ان کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اجتہاد پر مبنی تاویل کی بنا پر سب کچھ ہوا، سو جس کا اجتہاد درست تھا اسے دو اجر ملیں گے اور جس سے اجتہادی غلطی ہوئی اسے ایک اجر ملے گا اور اس کی خطا بخش دی گئی ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کی ناپسندیدہ باتوں پر حرف گیری سے مکمل طور پر باز رہنا واجب ہے، صرف ان کی بہتر سے بہتر مدح سرائی کرنی چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق ہمیں اپنے دلوں کو کینے اور بغض وغیرہ سے پاک رکھنا چاہیے، کیونکہ ان کی شان میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿لاَ يَستَوِي مِنكُمْ مَنْ أَنفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلاً وَعَدَ اللَّهُ الْحُسنَى﴾الحدید:١٠۔

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ اور جس نے یہ کام بعد میں کئے وہ برابر نہیں ہو سکتے، ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں (مال) خرچ کیا اور جہاد میں شریک ہوئے، اور اللہ نے سب سے نیکی (ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔

اور ہمارے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلاً لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ الحشر:۱۰۔

اوران کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرمادے اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (حسد) نہ پیدا ہونے دے، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

وباللہ التوفیق۔

فصل ششم:

قیامت پر ایمان

یوم آخرت پر ہمارا ایمان ہے اور وہی قیامت کا دن ہے جس کے بعد کوئی دن نہیں، جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا، پھر یا تو ہمیشہ کے لئے نعمتوں کے گھر جنت میں رہیں گے یا دردناک عذاب کے گھر جہنم میں۔

اور ہمارا البعث بعدالموت پر ایمان ہے، یعنی حضرت اسرافیل جب دوبارہ صور پھونکیں گے تو اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو زندہ فرمائے گا، ارشاد باری ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ الزمر:۶۸۔

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے، پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

تب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر پروردگار عالم کی طرف جائیں گے، ننگے پاؤں بغیر جوتوں کے، ننگے بدن بغیر کپڑوں اور بغیر ختنوں کے ہوں گے۔

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ الانبیاء: ۱۰۴۔

جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا، اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے (یہ) وعدہ (ہے جس کا پورا کرنا) ہم پر لازم ہے، ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔

اور ہمارا اعمال ناموں پر بھی ایمان ہے کہ وہ دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے یا پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں، فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ○ وَيَنقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ○ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ○ وَيَصْلَى سَعِيرًا﴾ الانشقاق: ۷ تا ۱۲۔

تو جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں میں خوش ہو کر لوٹے گا۔

اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پشت کی جانب سے دیا گیا وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

اور فرمایا:

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ الحجر: ۱۳، ۱۴۔

اور ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کے گلے میں لٹکا دی ہے اور قیامت کے روز (ایک) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

اور میزان ہائے اعمال پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کے روز وہ قائم کیے جائیں گے، پھر کسی جان پر کوئی بھی ظلم نہ ہوگا۔

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه﴾ الزلزال: ۷، ۸۔

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ المؤمنون: ۱۰۲ تا ۱۰۴۔

تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا، ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ﴾ الانعام: ۱۶۰۔

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے ویسی ہی سزا ملے گی (ایک برائی کے برابر) اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت عظمیٰ کا اعزاز خصوصاً آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوگا۔

جب لوگ ناقابل برداشت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے تو پہلے حضرت آدم پھر یکے بعد دیگرے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آخر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں گے تو آپ ﷺ اللہ کی اجازت سے اس کے حضور بندوں کی سفارش فرمائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جو مومن اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوجائیں گے ان کو وہاں سے نکالنے کے لئے بھی سفارش ہوگی اور اس کا اعزاز نبی کریم ﷺ کو اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء، مومنوں اور فرشتوں کو بھی حاصل ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے کچھ لوگوں کو بغیر سفارش کے محض اپنی رحمت اور فضل خاص سے جہنم سے نکال لے گا۔

اور ہم آنحضرت ﷺ کے حوض پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اس کا پانی دودھ سے بڑھ کر سفید (اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈا) شہد سے زیادہ میٹھا اور

کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوگا، اس کا طول و عرض ایک ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگا، اور اس کے آبخورے حسن و زیبائش اور کثرت تعداد میں آسمان کے ستاروں کی مانند ہوں گے (وہ میدان محشر میں ہوگا، اس میں جنت کی نہر کوثر سے دو پرنالے آکر گریں گے)

امت محمدیہ کے اہل ایمان وہاں سے پانی پئیں گے، جس نے وہاں سے ایک بار پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جہنم پر پل صراط نصب ہوگی، لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزریں گے، پہلے درجے کے لوگ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے، پھر درجہ بدرجہ کچھ ہوا کی سی تیزی سے، اور کچھ پرندوں کی طرح اور کچھ تیز دوڑتے ہوئے گزریں گے، اور نبی کریم ﷺ پل صراط پر کھڑے دعا فرمارہے ہوں گے: اے رب! انہیں سلامت رکھ۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال پل صراط پر سے گزرنے کے لئے ناکافی اور عاجز رہ جائیں گے تو وہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزریں گے۔

اور پل صراط کے دورویہ کنڈیاں لٹکتی ہوں گی، جس کے متعلق انہیں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گی، کچھ لوگ تو ان کی خراشوں سے زخمی ہو کر نجات

پاجائیں گے اور کچھ جہنم میں گر پڑیں گے۔

اور کتاب و سنت میں اس دن کی جو خبریں اور ہولناکیاں مذکور ہیں، ہمارا ان سب پر ایمان ہے، اللہ تعالیٰ ان میں ہماری مدد فرمائے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ اہل جنت کے جنت میں داخلہ کے لئے بھی سفارش فرمائیں گے اور اس کا اعزاز بھی بالخصوص آپ ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہوگا۔

جنت، دوزخ پر بھی ہمارا ایمان ہے، جنت دار النعیم (نعمتوں کا گھر) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور مومن بندوں کے لئے تیار کیا ہے، اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی فردِ بشر کے دل میں ان کا تصور ہی آیا ہے، فرمایا:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ السجدہ:۱۷۔

کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے، یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔

اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ نے کافروں اور ظالموں کے لئے تیار کرر کھا ہے، وہ ایسا عذاب اور عبرت ناک سزائیں ہیں جن کا دل پر کبھی کھٹکا بھی نہیں گزرا، فرمایا:

﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ الكهف:۲۹۔

ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کررکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔

اور جنت، دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، کبھی فنا نہیں ہوں گے، فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا﴾ الطلاق:۱۱۔

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے، اللہ نے ان کا رزق خوب بنایا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ الاحزاب: ۶۴ تا ۶۶۔

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ کسی کو دوست پائیں گے نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹائے جائیں گے، کہیں گے اے کاش! ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول کا حکم مانتے۔

اور ہم ان سب لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے لئے کتاب و سنت نے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت دی ہے۔

جن کے نام لے کر انہیں جنت کی شہادت ملی ہے ان میں ابو بکر صدیق،

حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شامل ہیں جن کی آنحضرت ﷺ نے تعیین فرمائی۔

اور اہل جنت کے اوصاف کے اعتبار سے ہر مومن اور متقی کے لئے جنت کی شہادت ہے۔

اور اسی طرح ہم ان سب لوگوں کے جہنمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے کتاب و سنت نے انہیں جہنمی قرار دیا ہے، چنانچہ ابو لہب، عمرو بن لحی اور اس قماش کے لوگوں کو نام لے کر جہنمی قرار دیا گیا ہے، اور اہل جہنم کے اوصاف کے اعتبار سے ہر کافر اور مشرک اور منافق کے لئے جہنم کی شہادت ہے۔

اور ہم قبر کی آزمائش و ابتلاء پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اس سے مراد وہ سوالات ہیں جو میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں ہوں گے۔ پھر:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ ابراہیم: ۲۷۔

اللہ مومنوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)

مومن تو کہے گا کہ میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔
مگر کافر اور منافق جواب دیں گے کہ میں نہیں جانتا، میں تو جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا، کہہ دیتا تھا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مومنوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ النحل: ۳۲۔

جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں، سلام کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے سبب بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

اور ظالموں اور کافروں کو قبر میں عذاب ہوگا، فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى

اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾
الانعام: ۹۳۔

اور کاش تم ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیات سے سرکشی کرتے تھے۔

اور اس بارے میں بہت ساری احادیث بھی اہل علم کے ہاں معروف ہیں، سو اہل ایمان پر فرض ہے کہ ان غیبی امور کے متعلق جو کچھ کتاب وسنت میں آیا ہے اس پر بلا چون وچرا ایمان لائیں اور دنیا کے مشاہدات پر قیاس کر کے ان سے معارضہ اور اختلاف نہ کریں کہ اُخروی امور کا دنیوی امور پر قیاس درست نہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ہے۔

واللہ المستعان۔

فصل ہفتم:

تقدیر پر ایمان

اور ہم تقدیر کے خیر وشر پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کائنات کے بارے میں پہلے سے اللہ کے علم اور تقاضائے حکمت کے عین مطابق ہے، اور مراتب تقدیر چار ہیں:

پہلا مرتبہ: علم:

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا اور جس طرح ہوگا سب کچھ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعے جانتا ہے، اس کا علم نو پید نہیں ہے جو بے علمی کے بعد حاصل ہو اور نہ ہی اسے علم کے بعد نسیان لاحق ہوتا ہے (یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا)

دوسرا مرتبہ: کتابت:

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے، فرمایا:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ الحج:۷۰۔

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے، (یہ سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے، یہ سب اللہ کے لئے آسان ہے۔

تیسرا مرتبہ: مشیت:

ہمارا ایمان ہے کہ جو آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت کا تقاضا ہے، کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ: تخلیق:

ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ﴾ الزمر:۶۲،۶۳۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگراں ہے۔

اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔

اور ان مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بندوں کی طرف سے ہوتا ہے، سو بندوں سے جو بھی اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں یا جن کاموں کو وہ ترک کردیتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے علم میں اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کا تقاضا کیا اور اللہ نے انہیں پیدا فرمایا۔

﴿لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ○وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾التکویر:۲۸،۲۹۔

اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے۔اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾البقرہ:۲۵۳۔

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ﴾

الانعام:۱۳۷۔

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسانہ کرتے تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ۔

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾الصافات:۹۶۔

حالانکہ تم کو اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار اور قدرت سے نوازا ہے، بندہ جو کرتا ہے اس اختیار اور قدرت کی بنا پر ہی کرتا ہے۔

اور کئی امور اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا فعل اس کے اختیار اور قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۱۔ارشاد باری تعالیٰ:

﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾البقرہ:۲۲۳۔

اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔

اور فرمایا:

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً﴾التوبہ:۴۶۔

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لئے سامان تیار کرتے۔

پہلی آیت میں "إتیان" (آنے) کو بندے کی مشیت کے ساتھ اور دوسری آیت میں "إعداد" (تیاری) کو اس کے ارادے پر موقوف رکھا ہے۔

۲- بندے کو اللہ نے اوامر ونواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے، اگر اس کے پاس اختیار وقدرت نہ ہوتے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوتی، اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کی حکمت، رحمت اور اس کی طرف سے موصول ہونے والی سچی خبر کے منافی ہے، جبکہ اس کا فرمان ہے:

﴿لاَ يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا﴾البقرہ:۲۸۶۔

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۳- نیکوکار کی نیکی پر ستائش، بدکار کی بدکاری پر مذمت اور دونوں کو ان کے حسب استحقاق بدلے کا وعدہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مجبور نہیں، بلکہ مختار ہے۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادے سے صادر نہ ہوتا ہو تو نیکوکار

کی مدح سرائی فضول اور برے کی سزا اس پر ظلم ہے، اور اللہ تعالیٰ فضول کاموں اور ظلم سے پاک ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے جن کا مقصد یہ ہے کہ:

﴿مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ النساء: ۱۶۵۔

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے۔

اور اگر بندے کا عمل اس کے اختیار وارادہ میں نہ ہوتا تو رسول بھیجنے سے اس کی حجت باطل نہ ہوتی۔

۵- ہر کام کرنے والا شخص کام کرتے یا اسے چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر طرح کے جبر واکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے۔

انسان محض اپنے ارادہ سے اٹھتا، بیٹھتا، آتا جاتا اور سفر وحضر اختیار کرتا ہے، اسے کوئی شعور واحساس نہیں ہوتا کہ کوئی اسے اس پر مجبور کر رہا ہے، بلکہ فی الواقع وہ ان امور میں جو اپنے اختیار سے یا کسی کے مجبور کرنے سے کرتا ہے

فرق کر سکتا ہے، ایسے ہی شریعت نے بھی احکام کے اعتبار سے ان دونوں قسم کے افعال واعمال میں فرق کیا ہے۔

چنانچہ انسان حقوق اللہ سے متعلق جو کام مجبور ہو کر کر گزرے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ گنہگار کو اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ وہ معصیت کا اقدام کرتے وقت بااختیار ہوتا ہے اور اسے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا کہ اللہ نے اس کے لئے یہی مقدر کر رکھا ہے، کیونکہ کسی امر کے واقع ہونے سے قبل تو اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں جان سکتا۔

﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ لقمان:۳۴۔

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔

پھر جب انسان کوئی اقدام کرتے وقت ایک حجت کو جانتا ہی نہیں تو پھر عذر پیش کرتے وقت اس سے دلیل کیونکر پکڑ سکتا ہے؟ اور بلاشک اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو باطل قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلاَ آبَاؤُنَا وَلاَ حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ تَخْرُصُونَ﴾ الانعام:۱۴۸۔

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے، یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے، کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے؟ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو، تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

☆ نیز ہم تقدیر کو بنیاد بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں سے کہیں گے: آپ نیکی اور اطاعت کا اقدام کیوں نہیں کرتے، یہ فرض کرتے ہوئے کہ اللہ نے آپ کی یہی تقدیر لکھی ہوئی ہے، اطاعت اور معصیت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فعل صادر ہونے سے پہلے لاعلمی میں آپ کے

لئے دونوں برابر ہیں، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا جنت اور جہنم دونوں میں ٹھکانہ مقرر کردیا گیا ہے تو انہوں نے عرض کی کہ آیا ہم عمل ترک کر کے اسی پر اعتماد نہ کرلیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، کیونکہ جس کو جس ٹھکانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسی کے اعمال کی توفیق اسے میسر آتی ہے۔

☆ نیز اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے والے سے کہیں گے کہ:

اگر آپ کا مکہ کے لئے سفر کا ارادہ ہو، اور اس کے دو راستے ہوں، آپ کو کوئی قابل اعتماد آدمی خبر دے کہ ایک راستہ ان میں سے خطرناک اور تکلیف دہ ہے، دوسرا آسان اور پُر امن ہے، تو یقیناً آپ دوسرا راستہ ہی اختیار کریں گے، اور ناممکن ہے کہ یہ کہتے ہوئے پہلے پُر خطر راستے پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے، اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار دیوانوں میں ہو گا۔

☆ نیز ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ:

اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیش کش کی جائے، ان میں سے ایک کا مشاہرہ زیادہ ہو تو آپ کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت اختیار کریں گے، تو

پھر عمل آخرت کے سلسلے میں آپ کیونکر ادنیٰ اجرت کو اختیار کرتے ہیں اور پھر تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔

☆اور ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ:

جب آپ کسی جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو علاج کے لئے ہر ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں، آپریشن کی تکلیف اور کڑوی دوا پورے صبر سے برداشت کرتے ہیں، تو پھر اپنے دل پر مرض معصیت کے حملے کی صورت میں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت و حکمت کے پیش نظر شر کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی، نبی ﷺ نے فرمایا:

”وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ“

اور شر تیری طرف (منسوب) نہیں ہے (صحیح مسلم)

فی نفسہ اللہ کی قضاء میں کبھی شر نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ اس کی رحمت و حکمت سے صادر ہوتی ہے، بلکہ اس کے مقتضیات ونتائج میں شر ہوتا ہے (جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے جو دعائے قنوت تعلیم فرمائی اس میں آپ کا ارشاد ہے:

"وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ"

مجھے اپنی فیصلہ کردہ چیز کے شر سے محفوظ رکھ۔

اس میں شر کی اضافت مقتضی یعنی قضا کے نتیجہ کی طرف ہے، اور پھر مقتضیات ونتائج میں بھی محض اور خالص شر نہیں ہے، بلکہ وہ بھی ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے تو دوسرے اعتبار سے خیر، نیز ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً خشک سالی، بیماری، فقیری اور خوف وغیرہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں، لیکن دوسرے مقام اور نقطۂ نظر سے یہی چیزیں خیر و بھلائی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ الروم:۴۱۔

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے،

تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا، شادی شدہ بدکار کو رجم (سنگساری) کی سزا، چور اور زانی کے لئے تو شر ہے کیونکہ ایک کا ہاتھ ضائع ہوتا اور دوسرے کی جان جاتی ہے، لیکن ایک اعتبار سے تو یہ ان کے لئے بھی خیر ہے کہ گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے دنیا و آخرت کی سزا جمع نہیں فرماتے۔

اور دوسرے مقام پر یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ اس سے لوگوں کے مالوں، عزتوں اور نسبوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

فصل ہشتم:

اس عقیدے کے ثمرات وفوائد

ان عظیم الشان اصول وقواعد پر مشتمل یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقد کے لئے بہت سے جلیل القدر ثمرات ونتائج کا حامل ہے۔

چنانچہ ذات باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ کی محبت وتعظیم پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اوامر الٰہی پر کاربند رہتا اور نواہی سے احتراز کرتا ہے، اللہ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لئے دنیا وآخرت میں کمال سعادت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ النحل:۹۷۔

جو شخص نیک اعمال کرے گا، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو گا تو

ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے،
اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات وفوائد:

ا-ان کے خالق کی عظمت، قوت اور غلبہ کا علم۔

۲-اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ خصوصی عنایت پر اس کا شکریہ، جبکہ اس نے ان فرشتوں کو بندوں پر مقرر کر رکھا ہے جو ان کی حفاظت کرتے اور ان کے اعمال کو احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں، اور اس کے علاوہ دیگر مصالح بھی ان کے ذمے ہیں۔

۳-اس سے فرشتوں کیلئے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت باحسن واکمل وجوہ بجالاتے اور مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

کتابوں پر ایمان کے ثمرات وفوائد:

ا- مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی عنایت کا علم، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لئے ایک کتاب نازل فرمائی جو انہیں راہِ حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور کہ اللہ نے ان کتابوں میں ہر امت کے لئے ان کے مناسب حال شریعت نازل کی، اور ان میں سے آخری کتاب قرآن عظیم ہے جو تاقیامت ہر زمان و مکان میں پوری مخلوق کے لئے موزوں ہے۔

۳-اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان کے ثمرات:

۱-اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ خصوصی رحمت وعنایت کا علم، جبکہ اس نے ہدایت وارشاد کیلئے ان کی طرف قابل صد احترام رسول مبعوث فرمائے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کبریٰ پر اس کی شکر گزاری۔

۳-رسولوں کی محبت، ان کی توقیر اور ان کے لائق شان مدح وثناء، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے بندوں کا خلاصہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی طرف سے پیغام رسانی، اس کے بندوں کی خیر خواہی کا فریضہ بخوبی سر انجام دیا اور اس راستے میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کا مظاہرہ کیا۔

یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات:

۱-اطاعت باری تعالیٰ کا انتہائی شوق، اس دن کے لئے حصول ثواب میں رغبت اور اس میں عذاب کے ڈر سے اللہ کی نافرمانی سے احتراز۔

۲-دنیا کی نعمتوں اور اس کے سازو سامان میں سے جسے انسان حاصل نہیں کرپاتا، مومن کے لئے وجہ تسلی ہے کہ اسے اخروی نعمتوں اور اجرو ثواب کی صورت میں اس کے نعم البدل کی امید ہوتی ہے۔

تقدیر پر ایمان کے ثمرات:

۱-اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا، کیونکہ سبب اور اس کا نتیجہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قضاءو قدر پر موقوف ہیں۔

۲- طبعی راحت اور دلی اطمینان، کیونکہ جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ قضائے الٰہی کا نتیجہ ہے اور ناپسندیدہ امر بھی لا محالہ واقع ہونے والا ہے تو طبیعت ایک گونہ راحت محسوس کرنے لگتی ہے اور دل مطمئن ہوکر اپنے پروردگار کی قضا پر راضی ہو جاتا ہے، جو شخص تقدیر پر ایمان لے آتا ہے اس سے بڑھ کر آرام دہ زندگی، طبعی راحت اور زیادہ اطمینان کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

۳- مقصود حاصل ہونے پر اپنے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا، کیونکہ اس نعمت کا حصول جناب باری تعالیٰ کی جانب سے اور تقدیر میں کامیابی و خیر کے اسباب کی بناء پر ہوا ہے، سو انسان اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا اور خوش فہمی سے باز رہتا ہے۔

۴- کسی ناپسندیدہ چیز کے وقوع یا مقصد ومراد فوت ہونے پر بے چینی واضطراب سے چھٹکارا، کیونکہ وہ اس باری تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور وہ بہر حال نافذ ہو کر رہے گا، تو آدمی اس پر صبر کرتا ہے اور اجر وثواب کا طلب گار ہوتا ہے۔

اور درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي أَنْفُسِكُمْ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ ٥ لِكَيْلاَ تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلاَ تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ الحدید: ۲۲، ۲۳۔

کوئی مصیبت ملک پر یا خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں، ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے، بلاشک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ تاکہ جو کچھ تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو، اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے، اس کے فوائد وثمرات سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے مزید فضل سے نوازے، اور جب اس نے ہمیں ہدایت مرحمت فرمائی ہے تو اب ہمارے دلوں کو ہر طرح کی کج روی سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے رحمت عنایت فرمائے کہ وہ بے تحاشا عنایت فرمانے والا ہے۔

والحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه والتابعين لهم بإحسان۔

محمد بن صالح العثیمین

فہرست

فصل ہفتم:

فصل ہشتم:

عقيدة

أهل السنة والجماعة

تأليف

الشيخ محمد بن صالح العثيمين

رحمه الله

ترجمة إلى الأردية

حافظ عبد الرشيد أظهر

وكالة المطبوعات والبحث العلمي
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
المملكة العربية السعودية

١٤٣٤ هـ

اور ان (اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے، حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا، اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ وہ لوگ (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔ کسی بشر کو یہ شایان شان نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب وحکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جائے۔

۴-﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌO يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍOلَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾المائدہ:۱۵تا۱۷۔

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے (آخری) پیغمبر آگئے ہیں، جو تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتادیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور نظرانداز کردیتے ہیں، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے، وہ بیشک کفر کرتے ہیں۔

وباللہ التوفیق۔

فصل پنجم:

رسولوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول مبعوث فرمائے اور ان کو:

﴿مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ النساء:۱۶۵۔

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ ان میں سے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے، فرمایا:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾ النساء:۱۶۳۔

(اے محمد!) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے رسولوں کی طرف بھیجی تھی۔

نیز فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ الاحزاب:۴۰۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔

اور بیشک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب سے افضل ہیں اور پھر علی الترتیب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ وعلیہا السلام کا مقام و مرتبہ ہے، اور یہی پانچ خصوصیت سے اس آیت کریمہ میں مذکور ہیں:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا﴾ الاحزاب:۷۔

اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور

ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے، اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت خصوصی فضیلت کے حامل ان تمام رسولوں کی شریعتوں کے جملہ فضائل کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، فرمایا:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ الشوریٰ: ۱۳۔

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد!) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسول بشر اور مخلوق تھے، ربوبیت کے ساتھ خاص امور میں سے ان میں کوئی چیز نہ تھی، اللہ نے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے ارشاد فرمایا:

﴿وَلاَ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللّهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ﴾ ہود:۳۱۔

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور سب سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو حکم فرمایا کہ لوگوں سے فرمادیں:

﴿لاَ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللّهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ﴾ الانعام:۵۰۔

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور یہ بھی فرمادیں کہ:

﴿لاَ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلاَ ضَرًّا إِلاَّ مَا شَاء اللّهُ﴾ الاعراف:۱۸۸۔

میں اپنی ذات کے لئے کسی فائدے اور نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے۔

اور فرمادیں کہ:

﴿إِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلاَ رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا﴾ الجن:۲۱، ۲۲۔

بیشک میں تمہارے حق میں کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے ہرگز کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں پاتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسول علیہم السلام اللہ کے بندوں میں سے تھے، اللہ نے انہیں رسالت کے اعزاز سے نوازا اور ان کی مدح و ستائش کے بلند ترین مقامات میں ان کے وصف عبودیت (بندگی) کا ذکر فرمایا، اولین پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾ الاسراء:۳۔

اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا، بیشک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے۔

اور خاتم الرسل حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ الفرقان:۱۔

(اللہ) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل جہان کو ڈرائے۔

اور دیگر رسولوں کے متعلق فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ﴾ ص:۴۵۔

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور صاحب نظر تھے۔

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ ص:۱۷۔

اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو قوت والے تھے، وہ بیشک (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ ص:۳۰۔